شادی میں تاخیر کے پاکستانی معاشرت پر اثرات کا تجزیاتی مطالعہ

Analytical Study of Effects of Late Marriage on Pakistani Society

Muhammad Sagheer bin Kabir Khan
M.Phill Islamic Studies, Lahore Garrison
University:muhammadmuneerrazam@gmail.com

Abstract

Family is the basic unit of human society. It is formulated after the marriage between husband and wife. Historically, all human civilizations and religions have cared for the union between Man and woman by constituting norms and rules right from the solemnization till the death of any partner of the union. Similarly, the religion of the Muslims Islām has provided all sort of guidance in this regard keeping in view the natural sensations of humans for cohabitation and making their lives pure as well as chaste. Generally, Islām does not encourage late or delayed marriages rather it incites its followers to marry at appropriate time after adulthood. However, now a days trend of late and delayed marriages is getting popular in our Pākistānī society which is a point of deliberation for the social scientists and Muslim scholars. The current article deals with this topic to elaborate its causes and suggests means for tackling in the light of Islāmic instructions.

Keywords: Late Marrage, effects, Society, Pākistānī

خاندان ایک اہم سماجی ادارہ ہے، اس بنیادی سماجی ادارے کو وجود میں لانے کا ذریعہ "نکاح" ہے۔ یہ نسل انسانی کے سلسلے کو برقرار رکھنے اور آگے بڑھانے کا ایک ذریعہ ہے۔ اسلام نے انسانیت کے لیے نکاح کی صورت میں ایک ایسا اعلیٰ، ارفع اور جامع نظام عفت وعصمت دیا ہے، جس کی روشنی میں ہر بالغ مرد وعورت جنسی میلان میں بھی فطری اور طبعی اعتدال کے ساتھ اور فواحش ومنکرات سے اپنے آپ کو بچاتے ہوئے نسل انسانی کی بقاء ودوام کی آبیاری کر سکتے ہیں۔ لیکن موجودہ دور میں اس کے بارے میں دو طرح کی انتہائیں پائی جاتی ہیں ایک یہ کہ ہمارے ملک کے بعض علاقوں میں ایسے جوڑوں کی شادی کی جاتی جو بالکل نابالغ ہوتے ہیں تو دوسری انتہا یہ ہے کہ اتنی تاخیر سے شادیاں کی جاتی ہے کہ بڑھاپے کی عمر پہنچ جاتی ہے، دین اسلام ہمیں اعتدال کا درس دیتا ہے۔ لہذا نکاح کے معاملے میں بھی ہمیں اعتدال کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے۔ اسلامی خاندانی نظام میں زوجین کے تعلقات کو استوار رکھنے کا ذریعہ نکاح ہے۔

نکاح عربی زبان کا لفظ ہے، جس کی لغوی معنی الضم یعنی ملانے کے ہیں لیکن اس لفظ کا اطلاق مجامعت، مباشرت کرنے اور عقد کے معنی پر بھی ہوتا ہے، علامہ ابن حجر علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

عربی لغت میں نکاح کے معنی ملنے اور ملانے کے ہیں۔ کیونکہ مجامعت اور عقد دونوں ہی میں جمع ہونا اور ملنا پایا جاتا ہے، جبکہ شرعی اصطلاح میں نکاح سے مراد وہ معاہدہ ہے جس کے نتیجے میں مرد وعورت کے درمیان شرعی اصولوں کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ جنسی تعلق جائز اور پیدا ہونے والی اولاد کا نسب شرعاً ثابت ہوتا ہے۔[1]

اسلام دین فطرت ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسانوں کو زندگی بسر کرنے کے طریقے سکھائے اور ہر اس پاکیزہ عمل کو انسانیت کے لیے پسند فرمایا جو فطرت کے مطابق ہو، بغیر نکاح کے مجرد زندگی گزارنا دین اسلام میں ایک ناپسندیدہ عمل ہے، ازدواجی زندگی گزارنا ہی شریعت کا منشاء ہے۔ اس لیے نکاح انسانی معاشرہ کے بقاء کا ایک بنیادی ستون ہے اور شرعی نقطہ نظر سے اس کو ایک خاص اہمیت وفضیلت حاصل ہے، یہ صرف دو افراد کا ایک سماجی بندھن اور جنسی خواہشات کو پورا کرنے کا صرف ایک ذریعہ ہی نہیں بلکہ یہ دو خاندانوں میں باہمی الفت ومحبت اور ملاپ کا ذریعہ بھی ہے۔ چنانچہ حضرت آدمؑ سے لے کر آپ ﷺ تک کوئی آسمانی شریعت ایسی نہیں گزری جس میں نکاح کی ترغیب نہ دی گئی ہو۔ نکاح کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر نہ صرف نکاح کا

[1] محمد بن علی ابن عابدین، فتاوی شامی، (بیروت، مکتبہ رحمانیہ)، ج ۴، ص ۷۰
Muḥammad bin A'lī ibn e Ā'bdin, Fatāwa Shāmī,(Beirūit, maktaba Raḥmānia), V. 4, p. 70

ذکر ملتا ہے بلکہ اس کی ترغیب بھی دی گئی ہے اور اس کو "میثاقاً غلیظاً" یعنی پختہ عہد یا مضبوط عہد نامہ "قرار دیا ہے۔[2]

نکاح کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وَ انْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَ الصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ و إمائكم اِنْ يَّكُوْنُوْا فقراء يُغْنِهِمُ اللهُ مِنْ فضله وَ اللهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ"[3]

"تم سے جو مرد و عورت بے نکاح ہوں ان کا نکاح کردو اور اپنے نیک بخت غلام لونڈیوں کا بھی اگر وہ مفلس بھی ہونگیں تو اللہ تعالیٰ انھیں اپنے فضل سے غنی بنادے گا اللہ تعالیٰ کشادگی والا علم والا ہے۔"

اس آیت میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ تم میں سے جو بغیر نکاح کے ہیں تو ان کے نکاح کردو اگر تمہیں مفلس ہونے کا ڈر ہو تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و مہربانی سے تمہیں مال و دولت دے گا۔ اگر کوئی شخص اپنے ایمان واخلاق کی حفاظت اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے نکاح کرتا ہے تو ایسے شخص کے لیے اللہ تعالیٰ نے خوشحالی کا وعدہ فرمایا ہے۔

اسلامی شریعت میں اس کی مشروعیت پر اجماع نقل کی گئی ہے۔ علامہ ابن قدامہ "المغنی" میں لکھتے ہیں:

"وأجمع المسلمون علی ان النكاح مشروع"[4]

اور تمام مسلمانوں کا نکاح کے مشروع ہونے پر اجماع ہے۔ بلکہ قرآن مجید میں ایک دوسری آیت میں مسلمانوں کو کئی نکاح کرنے کی اجازت بھی دی گئی ہے۔

"فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النساء مَثْنٰى وَثُلٰثَ ورباع فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً"[5]

تو جو عورتیں تم کو پسند ہوں دو دو یا تین تین یا چار چار ان سے نکاح کرلو۔ اگر اس بات کا اندیشہ ہو کہ (سب عورتوں سے) یکساں سلوک نہ کرسکو گے تو ایک عورت (کافی ہے)۔

---

[2] القرآن، سورۃ نساء، آیت ۲۱

Al-Qur’ān, Sura al-Nisā,21

[3] القرآن، سورۃ النور، آیت ۳۲

Al-Qur’ān, al-Noor,32

[4] ابن قدامہ، ابو محمد عبداللہ بن احمد المقدسی، المغنی، (بیروت،، دار الفکر، ۱۴۰۵ھ)، ج ۷، ص ۴

Ibn e Qudāma, Abu Muḥammad Abdullah bin Aḥmad al-maqdasī, al Mughnī,(Beirūt, Dār al Fikr,1405), V.7, P. 4

[5] القرآن، سورۃ نساء، آیت ۳

Al-Qur’ān, al-Nisā,3

اسی طرح احادیث مبارکہ میں بھی نکاح کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ سنن ابن ماجہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔

"قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي فَمَنْ لَمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي وَتَزَوَّجُوا فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ"[6]

"کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نکاح میری سنت ہے جو میری سنت پر عمل نہ کرے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں اور نکاح کیا کرو اس لئے کہ تمہاری کثرت پر میں اور امتوں کے سامنے فخر کروں گا"۔

اسی طرح صحیح مسلم میں نکاح کی ترغیب دیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ الْبَائَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ[7]

"اے نوجوانوں کے گروہ! جو تم میں سے نکاح کرنے کی طاقت رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ نکاح کر لے کیونکہ نکاح کرنا نگاہ کو بہت زیادہ نیچا رکھنے والا اور زنا سے محفوظ رکھنے والا ہے"۔

مندرجہ بالا آیات قرآنی آیات واحادیث مبارکہ سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ نکاح کی اہمیت وافادیت پر اسلامی شریعت میں کتنا زور دیا گیا ہے۔

پاکستان ایک اسلامی نظریاتی مملکت ہے جس کے رہنے والے مشرقی اقدار و روایات کے حامل تصور کئے جاتے ہیں لیکن کچھ عرصے سے عالمی سطح کی تبدیلیوں، تعلیم، ملازمت اور آگاہی کی وجہ سے شادیوں کی اوسط عمر میں اضافہ دیکھنے میں آرہا ہے جو کہ خاندانی نظام کے لئے اچھا شگون نہیں ہے۔ پاکستان کا شمار جنوبی ایشیا کے ان ممالک میں ہوتا ہے جہاں تاخیر سے شادی کا رواج بڑھ رہا ہے۔[8]

شادی کرنے کا شرعی حکم:

---

[6] محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینی، السنن، (دار العلمیہ، بیروت، لبنان)، حدیث نمبر ۱۸۴۶، ص ۲۹۶

Muḥammad bin Yazeed bin Māja alquzvainī, Al-Sunan,(Beirūt,Lubnān, Dār al Ilmiyia,Ḥadith no 1846), p 296

[7] مسلم بن حجاج القشیری، صحیح مسلم، (بیروت، دار الکتب العلمیہ)، حدیث نمبر ۱۹۰۵ ص ۵۱۹

Muslim bin Ḥajjāj alqushairī, Ṣaḥiḥ Muslim, (Beirūt, Dār al-kutob al-ilmiyia,Ḥadith no 1846), p 296

[8] سلیم، حنا، The Explorer، اسلام آباد، جرنل آف سوشل سائنسز، جلد ۱، شمارہ ۷، آئی ایس ایس این ۲۴۱۱-۵۴۸۷

Saleem, Ḥinā,The Explorer, Islāmabād, Journal of Social sciences, V. 1, Issue 7, ISSN 2411-5487

نکاح کرنے کا شرعی حکم یہ ہے کہ اعتدال کی حالت میں یعنی نہ شہوت کا زیادہ غلبہ ہو اور نامرد بھی نہ ہو، مہر اور نان نفقہ پر قدرت رکھتا ہو تو نکاح سنت موکدہ ہے۔ زنا میں پڑنے کا اندیشہ ہے اور زوجیت کے حقوق پورے کرنے پر قادر ہے تو واجب اور اگر زنا میں پڑنے کا یقین ہو تو نکاح کرنا فرض ہے، زوجیت کے حقوق پورے نہ کر سکنے اندیشہ ہو تو نکاح مکروہ اور حقوق پورے نہ کر سکنے کا یقین ہو تو حرام ہے۔[9]

اسی طرح نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف پاپولیشن سٹڈیز کے سروے کے مطابق خواتین کی اوسط شادی کی عمر 1961 میں 16 سال تھی جو کہ 1998 میں بڑھ کر 22 سال ہوگئی، اسی طرح مردوں کی شادی کی اوسط عمر 22 سال سے بڑھ کر 26 سال ریکارڈ کی گئی۔[10]

شادی کی عمر میں اس اضافے کے ساتھ بچوں کی پیدائش کی شرح میں بھی کمی آئی ہے۔

ہمارے ہاں عام طور پر یہ تصور پایا جاتا ہے کہ لڑکیوں کی شادی کی عمر 16 سے 20 سال یا زیادہ سے زیادہ 25 سال تک ان کی شادی ہونی چاہیے جبکہ لڑکوں کی شادی 25 سے 28 یا 30 سال تک ہو جانی چاہیے لیکن اگر یہ عمریں نکل جائیں تو یہ "تاخیر کی شادی" کہلائے گی۔ شادی میں تاخیر یوں تو لڑکے اور لڑکی دونوں طرف سے ہو رہی ہے لیکن زیادہ تر مشکلات لڑکیوں کو پیش آتی ہے اس لیے کہ اگر ان کی شادی کی مناسب عمر نکل جائیں تو بہت سے مسائل پیدا ہوتے ہیں جب شروع شروع میں رشتے آتے ہیں تو لڑکی کے والدین خوب سے خوب تر کی تلاش میں انکاری ہوتے ہیں اور جب رشتے آنا بند ہو جاتے ہیں تو پھر مایوسی کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

موجودہ زمانے میں تاخیر سے شادی کا رجحان بھی نیا ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔ تعلیمی و صنعتی ترقی اور معاشرے میں دوسری تبدیلیوں کی وجہ سے خصوصاً شہری علاقوں میں یہ روش دیکھنے میں آرہی ہے، لڑکے و لڑکیوں کی زیادہ عمروں میں شادیاں ہو رہی ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ لوگ تاخیر سے شادیاں کیوں کر رہے ہیں؟

پاکستان میں شادی میں تاخیر کیوں اور شادی مشکل کیوں۔۔؟

---

[9] مفتی امجد علی اعظمی، بہار شریعت، حصہ ہفتم، نکاح کا بیان، جلد ۲، ص،۵۰۶

Muftī Amjad Alī A'zmī, Bahār e Shari'at, V. 7, Nikāḥ kā biyān,Vol 2, P 505

[10] پاکستان فرٹیلیٹی اینڈ فیملی پلاننگ سروے 1997-1996، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف پاپولیشن سٹڈیز، اسلام آباد

Pākistān fertality and family planning Survay 1996-1997, National Institute of Population Studies, Islāmabād.

اسلامی نقطہ نظر سے تاخیر کا گناہ کس پر ہے اور تاخیر سے شادی کرنے کے بارے میں ہمارے لیے کیا احکامات ہیں؟

اور اس کے معاشرے پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں۔؟

اس مقالے میں ان سوالات کے جوابات دینے کی کوشش کی گئی ہے۔

شادی کی عمر پاکستانی عائلی قوانین کے مطابق کیا ہے؟

دنیا کی دیگر تہذیبوں کی طرح برصغیر پاک وہند میں بھی شادی کی کوئی خاص مدت متعین نہیں تھی اور چھوٹی عمر کی شادیوں کا رواج بھی عام تھا۔ تاریخ میں پہلی دفعہ انگریز سرکار نے 1929 میں بچگانہ شادیوں کی ممانعت کا قانون (Child Marriage Restraint Act) متعارف کروایا جس کی رو سے لڑکیوں کے لئے شادی کی کم از کم عمر 14 سال اور لڑکوں کے لئے کم از کم عمر 18 سال مقرر کی گئی۔ 1961 میں "مسلم عائلی قوانین آرڈیننس" کا نفاذ کیا گیا جس کی رو سے 1929 کے قانون میں ترمیم کرکے لڑکی کے لئے شادی کی کم از کم عمر 16 سال کردی گئی۔[11]

جہاں تک شادی کی زیادہ سے زیادہ عمر کا تعلق ہے تو اس حوالے سے کوئی قانون موجود نہیں ہے اور نہ ہی قانون تاخیر سے شادی کو منع کرتا ہے، اس طرح یہ ایک خالصتاً سماجی اور مذہبی مسئلہ بن کر رہ جاتا ہے۔

رشتہ ازدواج کے بندن میں بندھ جانا ایک فطری معاملہ ہے جس سے دو خاندان ملتے ہیں مگر ہم نے خود ہی اپنے لئے مشکلات میں اضافہ کر لیا ہے. سن بلوغت کے دس، پندرہ، بیس سال بعد تک بھی ہم اپنے اسٹیٹس اور معاشرے کی بے جا رسموں و روایتوں کو شادی پر فوقیت دیتے ہیں، ملازمت، اچھا کاروبار، مکان، گاڑی اور دیگر جائیداد بنانے کے بعد شادی کر لینے کو ترجیح دیتے ہیں. مگر تب تک جوانی ڈھلنا شروع ہو چکی ہوتی ہے اور جو آئیڈیل، میڈیا، فلموں اور ڈراموں نے اذہان و دلوں پر نقش کر دیئے ہوتے ہیں اس طرح کے رشتے تلاش کرنا جُوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔

"شادی" مشکل کیوں۔؟

---

[11] فارانی (2011)، فیملی لازان پاکستان، (ندیم لاء بک ہاوس، لاہور)، ص ۱۱۷
Farānī,(2011), Family Laws in Pākistān, (Nadeem law book House, Lahore),P 117

ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم ساری دنیا کیلئے رسول بن کر تشریف لائے۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم نے زندگی و موت کے تمام معاملات میں ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔ انسانی ضَروریات میں سے ایک اہم ضَرورت نِکاح بھی ہے۔ اسلام نے نکاح اور اِزْدِواجی زندگی کے احکام بھی بیان فرمائے ہیں بلکہ اسے عبادت اور ایمان کی حفاظت کا ایک بہترین ذریعہ بھی قرار دیا ہے۔ اسلامی زندگی میں شادی کا تصور بہت آسان ہے، نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم، صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان اور اولیا و علما رحمہم اللہ الکبریاء نے اس فریضے کو سادگی سے انجام دے کر ہمارے لئے بہترین نمونہ پیش فرمایا۔ نکاح کردو نبیِّ پاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم تو ہمیں اس بات کا دَرْس دیتے ہیں کہ جب کوئی ایسا شخص تمہیں نکاح کا پیغام دے جس کا دین اور اَخلاق تمہیں پسند ہو تو اس سے (اپنی لڑکی کا) نکاح کردو۔ اگر ایسا نہ کروگے تو زمین میں فتنہ پیدا ہوگا اور بہت بڑا فساد برپا ہوگا۔[12]

مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان اس کے تحت فرماتے ہیں: جب تمہاری لڑکی کے لئے دیندار عادات و اَطوار کا درست لڑکا مل جائے تو محض مال کی ہَوَس میں اور لکھ پتی کے انتظار میں جوان لڑکی کے نکاح میں دیر نہ کرو، اگر مالدار کے انتظار میں لڑکیوں کے نکاح نہ کئے گئے تو ادھر تو لڑکیاں بہت کنواری بیٹھی رہیں گی اور ادھر لڑکے بہت سے بے شادی رہیں گے جس سے زنا پھیلے گا اور زنا کی وجہ سے لڑکی والوں کو عار و ننگ ہوگی، نتیجہ یہ ہوگا کہ خاندان آپس میں لڑیں گے قتل و غارت ہوں گے جس کا آج کل ظُہور ہونے لگا ہے۔[13]

صد افسوس! موجودہ زمانہ میں ہم نے خود ہی نکاح جیسی سنّت کو حرام رسم و رواج، ناجائز پابندیوں اور فضول خرچیوں سے مشکل بنادیا ہے، جس سے ہمارے معاشرے میں سُودی قرضے، لڑائی جھگڑے اور نفرت و انتقام کی آگ کے ساتھ ساتھ رشوت جیسی بُرائیاں بڑھتی جارہی ہیں۔ شادی کو مشکل بنانے والے کچھ رسم و رواج اور اسباب ملاحظہ فرمایئے۔

منگنی ہمارے معاشرے میں منگنی کے نام پر نمود و نمائش اور پُر تکلّف دعوتوں پر لاکھوں لاکھ کے اَخراجات کردیئے جاتے ہیں۔ اگر منگنی سالہا سال رہے تو عید پر عیدی کے نام سے اور دیگر تہواروں پر اُن کی مناسبت سے کچھ نہ

---

[12] ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی، السنن، (دار الکتب العلمیہ، بیروت)، ج ۲، ص ۳۴۴، حدیث: ۱۰۸۶

Abu I'sa Muḥammad bin I'sa Tirmazī, al-Sunan, (Beirūt, Dār alkotub alilmia), V. 2, p 344, Ḥadith 1086

[13] مفتی احمد یار خان نعیمی، مراۃ المناجیح، ج ۵، ص ۸ (نعیمی کتب خانہ، گجرات)

Muftī Aḥmad Yār Khān Na'eemī, Mir'at al Manājiḥ, V. 5, p.8,(Na'eemī Kutab Khāna, Gujrāt)

کچھ کپڑے جوتے وغیرہ کا تبادلہ ضروری ہوتا ہے۔ فریقین میں سے کوئی ایک اگر اس خود ساختہ معیار پر پورا نہیں اُترتا تو اُسے برادری اور رشتہ داروں کے طعنے برداشت کرنے کے ساتھ ساتھ منگنی توڑ دینے کی دھمکیاں بھی سننا پڑتی ہیں۔ دن تاریخ مقرر کرنا اب تو منگنی کے بعد دن تاریخ مقرر کرنے پر لوگوں کے مجمع اور قورمہ و بریانی وغیرہ سے دعوت لازمی سمجھی جانے لگی ہے۔ بعض خاندانوں میں تو صرف دن تاریخ مقرر کرنے کے لئے چار پانچ سو افراد جمع ہوتے ہیں جنہیں بغیر کھانا کھلائے بھیجنا ناک کٹوانے کے مترادِف ہوتا ہے۔ ان دعوتوں میں بھی فریقین کھانے کی ڈِشز (Dishes) اور سجاوٹ (Decoration) میں ایک دوسرے سے نمبر لے جانے کی تگ و دَو (کوشش) میں لگے رہتے ہیں۔

مہنگے شادی کارڈز موجودہ زمانے میں شادی کارڈ کے نام پر ایک دوسرے سے بڑھ جانے کا مقابلہ ہوتا رہتا ہے۔ شادی کارڈ بنانے والوں کا کہنا ہے کہ "وہ زمانے گئے جب ہزار، پانچ سو روپے میں ایک سو کارڈ چھپا کرتے تھے اب تو چھ، سات سو روپے میں ایک کارڈ بھی ڈیمانڈ میں ہے۔" حالانکہ یہ کام زبانی دعوت یا موبائل کے ذریعے بھی ہو سکتا ہے جس میں وقت اور پیسے دونوں کی بچت ہے اور شادی کارڈ شایانِ شان طریقے سے نہ ملنے پر ہونے والے لڑائی جھگڑوں سے بھی بچا جا سکتا ہے۔

لوگ بینکوئٹ ہالز اسی طرح شادی ہال کی طرف تیزی سے منتقل ہو رہے ہیں جس نے اخراجات میں اِضافہ کر دیا ہے۔ مہنگے ملبوسات فی زمانہ مُتوَسّط طبقے میں ہونے والی شادیوں میں بھی دولہا کے لئے ہزاروں کی شیروانی اور دلہن کا ہزاروں کا لباس اور بیوٹی پارلر کا خرچ دونوں خاندانوں کو کس طرح مقروض بنا رہا ہے یہ کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں۔ بارہا شادی اور ولیمے کے لئے تیار کردہ ہزاروں کی مالیت کا لباس ایک بار پہن لینے کے بعد الماری ہی کی زینت بنا رہ جاتا ہے۔

باراتیوں کی تعداد: عام طور پر شادی کے موقع پر ہزار، پانچ سو سے لے کر دو دو، چار چار ہزار افراد فریقین کی جانب سے شریک ہوتے ہیں کچھ لوگ دُلہن والوں کی حیثیت نہ ہونے کے باوجود بڑی بارات لانے کے مطالبہ پر اَڑ جاتے ہیں انہیں اس روایت پر غور کرنا چاہئے چنانچہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم نے حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ پر زرد رنگ کا اثر دیکھ کر فرمایا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: میں نے نکاح کیا ہے۔ آپ

صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اللہ پاک تمہیں برکت عطا فرمائے، اب ولیمہ کرو، چاہے ایک بکری ہی کیوں نہ ہو۔[14]

اس روایت سے اس بات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان میں شادی کس قدر سادگی سے کی جاتی تھی جبکہ ہمارے ہاں جہیز کے نام پر مطالبات کی لمبی فہرست بارہا دلہن والوں کو لاکھوں کا مقروض بنادیتی ہے۔ دیگر رسومات اب تو ولیمے کے دن دولہا دلہن کے ہال میں داخل ہوتے ہی ایک رسم کی جانے لگی ہے جسے دولہا دلہن کی انٹری کہا جاتا ہے ایک مُتوَسّط گھرانے کی شادی میں صرف آدھے گھنٹے کے اس فنکشن کے ہزاروں روپے ادا کئے گئے۔ اسی طرح مایوں، مہندی، اُبٹن جیسی رسموں کے نام پر جس طرح پیسا بہایا جاتا ہے اس سے بھلا کون واقف نہیں! اب تو یہ رسمیں بھی شادی ہالوں میں ہونے لگی ہیں، جن میں حلوہ پوری، کچوریاں، کباب پراٹھے، قیمہ، کشمیری چائے اور کافی یا کولڈ ڈرنکس وغیرہ سے آنے والوں کی خاطر تَواضُع کرنا ضروری سمجھا جانے لگا ہے۔ جیب صفائی مختلف خاندانوں اور برادریوں میں شادی کے موقع پر ہونے والی سہرا بندھائی، دودھ پلائی، راستہ رُکوائی، منہ دکھائی، سُرمہ لگائی، گھٹنا پکڑوائی اور جوتا چھپائی جیسی بیہودہ رُسومات میں "مہذب ڈاکو" جس طرح زور زبردستی سے دولہا کی جیب صفائی کرتے ہیں یہ حقیقت بھی کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ان رسموں میں فضول اَخراجات کے ساتھ ساتھ جس طرح شرم وحیا اور غیرت کا خون کیا جاتا ہے وہ دین کا درد رکھنے والوں کو آٹھ آٹھ آنسو رُلاتا ہے۔ غور کیا جائے تو ان رُسومات کے اَخراجات پورا نہ ہونے کے باعث مُتَوَسّط اور غریب لوگ احساسِ کمتری کا شکار ہو کر ذہنی اور اعصابی دباؤ کا شکار ہوتے جارہے ہیں۔ اکثر رسمیں تو بہت سے حرام کاموں کا مجموعہ ہیں لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ شریعت پر عمل کرتے ہوئے تمام فضول اور ناجائز و حرام رسم ورَواج کو چھوڑ کر سنّتِ مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مطابق شادی کو رَواج دیں اِنْ شَآءَاللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے شادی خانہ آبادی کا ذریعہ بنے گی...

شادی میں تاخیر کرنے کا گناہ کس پر ہے؟

شریعت مطہرہ نے انسانیت کو جنسی بے راہ روی سے بچانے اور پاکیزہ معاشرہ کی تشکیل کے لئے نکاح کا حلال راستہ متعین فرماتے ہوئے ایک طرف ایسے افراد کو نکاح کا حکم دیا ہے، جو اپنی بیوی کے نان ونفقہ، رہائش اور پوشاک کی ذمہ داری اٹھانے کی طاقت رکھتے ہیں، دوسری طرف بلوغت کے بعد نکاح کرانے میں تاخیر کرنے سے والدین کو منع

[14] محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح، ج ۲، ص ۴، حدیث: ۲۰۴۸
Muḥammad bin Ismā'il Bukhārī, Al Jām e al Ṣaḥiḥ,V. 2,p 4Ḥadith 2048

کیا ہے، تاخیر کے نتیجہ میں جنسی تسکین کے حصول کی خاطر اگر اولاد کسی گناہ میں مبتلا ہو گی تو اس کا گناہ والد کے سر قرار دیا گیا ہے، لہذا اگر کوئی شخص اپنی بیوی کی ذمہ داریاں اٹھانے کی طاقت رکھتا ہے، تو والدین پر لازم ہے کہ بلا تاخیر اس کا نکاح کر دیں، نہ کرنے کی صورت میں بچہ اگر کسی گناہ میں مبتلا ہوتا ہے تو بچے کے گناہ گار ہونے کے ساتھ ساتھ والد بھی گناہ گار ہو گا۔

نکاح کرانے میں تاخیر کرنے کی وجہ سے والد چونکہ اولاد کو گناہ میں مبتلاء کرنے کا سبب بنتا ہے، جس کا گناہ اس کے سر ہو گا، جبکہ حرام فعل کے ارتکاب کی وجہ سے بچہ بھی گناہ گار ہو گا، کیونکہ بچہ عاقل بالغ از خود بھی اپنی پسند سے نکاح کر سکتا ہے۔

صحیح البخاري میں ہے

"حدثنا عمر بن حفص بن غياث: حدثنا أبي: حدثنا الأعمش قال: حدثني عمارة، عن عبد الرحمن بن يزيد قال: «دخلت مع علقمة والأسود على عبد الله، فقال عبد الله: كنا مع النبي ﷺ شبابا لا نجد شيئا، فقال لنا رسول الله ﷺ يا معشر الشباب، من استطاع الباءة فليتزوج؛ فإنه أغض للبصر وأحصن للفرج، ومن لم يستطع فعليه بالصوم؛ فإنه له وجاء"[15]

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن یزید سے مروی ہے کہ: "میں، علقمہ اور اسود (رحمہم اللہ) کے ساتھ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، انہوں نے ہم سے کہا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نوجوان تھے اور ہمیں کوئی چیز میسر نہیں تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ نوجوانوں کی جماعت! تم میں جسے بھی نکاح کرنے کے لیے مالی طاقت ہو اسے نکاح کر لینا چاہئے کیونکہ یہ نظر کو نیچی رکھنے والا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا عمل ہے اور جو کوئی نکاح کی (بوجہ غربت) طاقت نہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ روزہ رکھے کیونکہ روزہ اس کی خواہشات نفسانی کو توڑ دے گا۔

سنن الترمذی میں ہے۔

"حدثنا قتيبة، قال: حدثنا عبد الله بن وهب، عن سعيد بن عبد الله الجهني، عن محمد بن عمر بن علي بن أبي طالب، عن أبيه، عن علي بن أبي طالب أن النبي

---

[15] محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح، (بیروت، دار الکتب العلمیہ)، حدیث نمبر ۵۰۶۵، ص ۹۵۵
Muḥammad bin Ismā’il Bukhārī, Al Jām e al Ṣaḥiḥ, (Beirūt, Dār alkotub alilmia),V. 2,p 955,Ḥadith 5065

ﷺ قال له: «يا علي،» ثلاث لا تؤخرها: الصلاة إذا آنت، والجنازة إذا حضرت، والأيم إذا وجدت لها كفؤا"[16]

ترجمہ: "حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: "اے علی! تین چیزوں میں دیر نہ کرو: نماز میں جب اس کا وقت ہو جائے، جنازہ میں جب آجائے، او عورت (کے نکاح میں) جب تمہیں اس کا کوئی کفو (ہمسر) مل جائے"۔"

مشکاۃ المصابیح میں ہے۔

""وعن أبي سعيد وابن عباس قالا: قال رسول الله ﷺ:

«من ولد له ولد فليحسن اسمه وأدبه فإذا بلغ فليزوجه فإن بلغ ولم يزوجه فأصاب إثما فإنما إثمه على أبيه"[17]

ترجمہ: حضرت ابو سعید اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروي ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے ہاں بچہ پیدا ہو اس کی ذمہ داری ہے کہ اس کا اچھا نام رکھے، بالغ ہونے پر اس کی شادی کرے، اگر شادی نہیں کی اور اولاد نے کوئی گناہ کر لیا تو باپ اس جرم میں شریک ہو گا اور گناہ گار ہو گا۔

مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح میں ہے۔

(فإنما إثمه على أبيه) أي: جزاء الإثم عليه لتقصيره وهو محمول على الزجر والتهديد للمبالغة والتأكيد، قال الطيبي - رحمه الله -:أي جزاء الإثم عليه حقيقية ودل هنا الحصرعلى أن لا إثم على الولد مبالغة لأنه لم يتسبب لما يتفادى ولده من أصابه الإثم"[18]

لمعات التنقیح فی شرح مشکاۃ المصابیح میں ہے۔

"زجروتوبيخ، لا أنه لا إثم على الفاعل، كذا في "التقرير"[19]

---

[16] ابو عیسی محمد بن عیسی الترمذی، السنن، حدیث نمبر ۱۲۲، ص ۵۸

Abu I'sa Muḥammad bin I'sa Tirmazī, al-Sunan, p 58, Ḥadith 122

[17] محمد بن عبد اللہ الخطیب التبریزی، مشکاۃ المصابیح، کتاب النکاح، باب الولی فی النکاح واستئذان المرأۃ، مکتبہ رحمانیہ، ج ۲، ص ۲۷۹

Muḥammad bin Abdullah al Khaṭeeb al-Tabraizī, Mishkāt al-Mṣābiḥ, Kitāb al-Nikāh, Bāb al-Walī Fī al-Nikāḥ…, (Maktaba Raḥmānia),V 2, p 279

[18] ملا علی قاری، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب النکاح، باب الولی فی النکاح واستئذان المرأۃ، مکتبہ رشیدیہ، ج ۶، ص ۲۷۴

Mullā Alī Qārī, Mirqāt al-Mafātiḥ Sharaḥ Mishkāt al-Maṣābiḥ, Kitāb al-Nikāḥ, Bāb al-Walī Fī al-Nikaḥ…,(Maktaba Rashidia), V. 6, P274

[19] عبد الحق محدث دہلوی، لمعات التنقیح فی شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب النکاح، (مکتبہ علوم اسلامیہ)، ج ۶، ص ۴۱

شعب الإیمان للبیھقي میں ہے۔
"حدثنا أبو عبد الرحمن السلمي، أخبرنا أحمد بن محمد بن عبدوس، حدثنا عثمان بن سعيد، حدثنا سليمان بن عبد الرحمن الدمشقي، حدثنا بشر بن بكر، حدثنا أبو بكر بن أبي مريم الغساني، عن أبي المجاشع الأزدي، عن عمر بن الخطاب، عن رسول الله - ﷺ - قال: "مكتوب في التوراة: من بلغت له ابنة اثنتي عشرة سنة فلم يزوجها فركبت إثما، فإثم ذلك عليه"."[20]

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ: تورات میں درج ہے کہ جس کی بیٹی بارہ سال کی ہو جائے اور وہ اس کا نکاح نہ کرے، پھر لڑکی سے کوئی گناہ ہو جائے تو باپ بھی گناہ گار ہو گا۔

فیض القدیر شرح الجامع الصغیر للمناوی میں ہے۔
(مكتوب في التوراة من بلغت له ابنة اثنتي عشرة سنة فلم يزوجها فأصابت إثمايعني زنت فإثم ذلك عليه لأنه السبب فيه بتأخير تزويجها المؤدي إلى فسادها. وذكر الاثنتي عشرة سنة لأنها مظنة البلوغ المثير للشهوة)".[21]

نتائج واثرات:۔

ہم شروع میں لکھ چکے ہیں کہ شادی کا بندھن انسانی معاشرت کا نقطہ آغاز ہے لہذا نکاح کے معاملات میں رکاوٹ و مشکلات کا اثر پوری معاشرتی زندگی پر پڑے گا، ان مہلک اثرات کے کچھ نمایاں پہلو درج ذیل ہیں۔ اخلاقی اقدار کا زوال:۔ ہماری تہذیبی اور اخلاقی اقدار کے روز افزوں زوال کے پیچھے کام کرنے والا سب سے مؤثر عامل نوجوانوں کی شادی میں تاخیر ہے۔ نکاح کی فطری ضرورت کو نظر انداز کرنے سے یہ جبلی تقاضا معدوم نہیں ہو جاتا۔ جس معاشرے میں بلوغ کی عمر پر 15 سے 20 سال بغیر نکاح کے گذارنا ایک معمول ہو وہاں بے راہ روی کا پھیلنا زیادہ

Abdul Ḥaq Moḥadith Dehlavī, Lam'āt al-Tanqiḥ fī Sharḥ e Mishkāt almaṣābiḥ, Kitāb al-Nikāḥ, (Maktaba u'lum e Islāmia),V. 6,p. 41

20 الریاض (الستون من شعب الإیمان "وھو باب في حقوق الأولاد والأھلین"، (مکتبۃ الرشد للنشر)، ص ۳۴۳
Al-Riāz, Al-Sitton Min Shob al-Imān,, wa Howa bāb fī Ḥaqoq aolād wal ahliyeen, (Maktab al-Rasheed lil-Nashr),p 343

21 عبد الروف المناوی، فیض القدیر شرح الجامع الصغیر, حرف المیم، (المکتبۃ التجاریۃ الکبری۔ مصر)، ص ۱۲۳
Abdul Raof al-Manāwī, Faiz al-Qadeer Sharaḥ al-jām e al- Ṣagheer , Ḥarf e Mim, (Egypt, Maktaba al-tujāria al-Kubra), p. 123

بڑی بات نہیں ہے۔اس سیلاب کے آگے اگر بندھ نہ باندھا گیا تو یہ سیل رواں بے پناہ ہماری بچی ہوئی اخلاقی اقدار کو اپنے ساتھ بہا کر بہت جلد ہمیں اس مقام پر پہنچادے گا۔

اس کا اظہار برطانیہ میں کیئے گئے ایک حالیہ سروے سے ہوتا ہے۔اس سروے کے مطابق 100 میں سے 99 برطانوی لڑکیاں شادی کے وقت کنواری نہیں ہوتیں۔شادی میں تاخیر بے راہروی کے اس سیلاب کے پھیلاؤ کا سب سے اہم محرک ہے۔

جب اہل مغرب کا ذکر آگیا ہے تو ہم قارئین پر یہ واضح کرتے چلیں کہ اس معاملے میں ان کا طرز عمل کیا ہے۔جب انہیں شادی میں تاخیر کے مسئلے کا سامنا ہوا تو وہ ہماری طرح آنکھیں میچ کر نہیں بیٹھ گئے بلکہ انہوں نے شادی کو تو تیس چالیس سال کی عمر تک موخر کر دیا لیکن جنس کے جبلی جذبے کی رعایت کرتے ہوئے شادی کے بغیر مرد و عورت کے ساتھ رہنے کو ایک معاشرتی قدر کے طور پر قبول کر لیا اور اسے باقاعدہ قانونی حیثیت دے دی۔اس کے جو منفی نتائج بعض دوسرے حوالوں سے نکلے،ان سے قطع نظر،انہوں نے اپنے اس مسئلے "خوش اسلوبی" حل کر لیا۔لیکن ظاہر ہے کہ ہمارے لیے یہ حل قابل قبول نہیں ہو سکتا۔

خلاصہ بحث:

خاندان انسانی معاشرے کی بنیادی اکائی ہے اور زمانہ قدیم سے دنیا کی ہر تہذیب و تمدن میں موجود ہے۔ خاندان کے وجود کا ذریعہ نکاح ہے جو مختلف خاندانوں میں مضبوط رشتہ قائم رکھتی ہے۔شادی اگر مناسب عمر میں کی جائے تو بہت سے مسائل سے بچا جا سکتا ہے۔ہمارے موجودہ معاشرے میں تاخیر سے شادی کرنے کا رواج بڑھ رہا ہے جس کی بہت سی وجوہات ہیں مثلاً غربت،لڑکیوں کی اعلیٰ تعلیم،بیروزگاری اور جہیز وغیرہ۔تاخیر سے کی جانے والی شادیوں کی وجہ سے خاندانی نظام کو شدید خطرات در پیش ہیں اور شرح پیدائش میں بھی کمی آرہی ہے۔تاخیر سے شادی کی وجہ سے لڑکیاں خصوصی طور پر متاثر ہو رہی ہیں جس کی وجہ سے وہ بوڑھی ہو جاتی ہیں اور مختلف قسم کی جسمانی ونفسیاتی بیماریوں کا شکار بھی ہو جاتی ہیں خصوصاً ان کی تولیدی صلاحیت کم ہو جاتی ہے۔اس صورت حال کا حل یہ ہے کہ معاشرہ کے بااثر لوگ اپنی شادیوں کی تقریبات میں سادگی اختیار کریں اور غیر اسلامی رسموں کو یکسر چھوڑ دیں۔علماء اور ماہرین سماجیات کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس صورت حال کا ادراک کریں اور خاندانی نظام کو کمزور ہونے سے بچائیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License